مہینوں کی کانفرنس

کپکپاتا جنوری بولا کہ جاڑا ہے غضب
فروری کہنے لگا خاموش! سردی کم ہے اب

مارچ بول اٹھا غلط! گرمی نہ سردی ہے کوئی
یوں کہا اپریل نے ہاں جھوٹ کی حد ہوگئی

لُو بڑھی جاتی ہے سردی کا یہاں مذکور کیا
جل کے بول اُٹھا مئی دوزخ ہے مجھ سے دور کیا

تاؤ آیا جون کو بولا مئی سے دور ہٹ
جل اٹھے دوزخ بھی جس سے مجھ میں ہے ایسی لپٹ

جب مئی اور جون میں ہوتی تھیں باتیں گرم گرم
دم بدم برسات کی آئیں ہوائیں نرم نرم

گھر کے ابر اُٹھے جولائی پانی پانی ہو گیا
اور اِن دونوں کے دل کی رنجشوں کو دھو گیا

پھر اگست آیا تو جاگے آگ اور پانی کے بھاگ
جب گھٹا برسی تو پانی دھوپ جب نکلی تو آگ

سال جب ڈھلنے لگا ماہِ ستمبر نے کہا
گرمی و سردی سے کہہ دو صلح کر لیں اب ذرا

بولا اکتوبر بڑے آئے محبت کے نقیب
تیری منطق ہے نرالی تیرا دعویٰ ہے عجیب

صلح کیا ہو جب دلوں میں سرد مہری آ گئی
ندیاں اتریں حسیں پتّوں پہ زردی چھا گئی

تب نومبر بول اٹھا کہتا ہوں تم سے صاف صاف
میرے استقبال کو نکلیں کمبل سویٹر اور لحاف

پھر دسمبر نے کہا مجھ کو انگیٹھی چاہیئے
کوٹ کی بھی ہے ضرورت واسکٹ بھی چاہیئے

انجم الغرض میں سب کی تقریروں کا لیتا تھا مزا
اتنے میں آواز آئی سال کی لو میں گیا

محمد اسحاق انجم لاہور